ظالم وفاسق

حکمران کی تکفیر

کی بنیادوں کا شرعی جائزہ

حافظ زبیر حفظہ اللہ تعالی

ادارہ رد فتن

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ہمارے علم کی حد تک اس وقت تین بڑی بنیادیں ہیں جن کی وجہ سے ظالم وفاسق حکمرانوں کی تکفیر کی جاتی ہے۔

1- آیت تحکیم

2- آیت ولایت

3- مسئلہ الولاءوالبراء

آیت تحکیم

آیت مبارکہ ہے:

﴿ وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَا اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰئِكَ هُمُ الْكٰفِرُوْنَ﴾ [المائدة :44]

"جو لوگ اللہ کی نازل کردہ شریعت کے مطابق فیصلے نہیں کرتے' وہی لوگ کافر ہیں"۔

چونکہ حکمران غیر اللہ کے قانون کو نافذ کرتے ہیں لہٰذا دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔

ہمارا استدلال اور ائمہ اہل سنت:

ہمارے نزدیک حکمرانوں کی تکفیر میں اس آیت سے کیا جانے والا استدلال ائمہ اہل سنت کے منہج کے خلاف ہے۔ائمہ اہل سنت نے ہر حال میں اس فعل کے مرتکب کو کافر

قرار نہیں دیا ہے۔ احادیث مبارکہ میں بہت سے کبیرہ گناہوں پر بھی کفر کا اطلاق کیا گیا ہے اور ان گناہوں کے مرتکبین کے لیے کافر کا لفظ استعمال کیا گیا ہے۔

مثلاً آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے:

سِبَابُ الْمُسْلِمِ فُسُوق وَقِتَالُه کفر

''مسلمان کو گالی دینا فسق اور اس سے قتال کرنا کفر ہے۔''

اور فرمایا:

من حلف بغير الله فقد كفر

''جس نے غیر اللہ کی قسم کھائی تحقیق اس نے کفر کیا۔''

اور فرمایا:

مَنْ اَتٰی کَاهِنًا فصدقه او اتی امراة فی دبرها فَقَدْ کَفَرَ بِمَا انزل عَلٰی مُحَمَّد

''جو کسی کاہن کے پاس آیا اور پھر اس کی تصدیق کی یا وہ اپنی بیوی کی دبر میں جماع کرے پس تحقیق ایسے شخص نے محمد ﷺ پر نازل کردہ (شریعت) کا کفر کیا۔''

اور فرمایا:

بَيْنَ الْمُسْلِمِ وَبَيْنَ الْكُفْرِ تَرْكُ الصَّلَاة

''مسلمان اور کفر کے درمیان (فرق) نماز کو چھوڑنا ہے۔''

اور فرمایا:

اِذَا قَالَ الرَّجُلُ لِاَخِيْهِ يَا كَافِر فَقَدْ بَاء بِهَا اَحَدُهُمَا

''جب کوئی آدمی اپنے بھائی کو کہے (اے کافر) پس تحقیق اس کے ساتھ ان دونوں میں سے ایک لوٹے گا۔'' یعنی اگر جس کو کہا جارہا ہے وہ حقیقتاً کافر نہ ہوا تو پھر کہنے والا۔۔۔۔۔۔۔

اور فرمایا:

لَا تَرْجِعُوْا بَعْدِیْ کفارا یَضْرِبُ بَعْضُکُمْ رقاب بعض

"تم میرے بعد کافر نہ ہو جانا کہ تمہارا بعض بعض کی گردنیں مارنے لگے۔"

اور فرمایا:

لَا یَزْنِی الزَّانِیْ حِیْنَ یَزْنِیْ وَھُوَ مُؤْمِن

"زانی زنا نہیں کرتا جب وہ زنا کرتا ہے اس حال میں کہ وہ مومن ہو۔"

ایسی تمام روایات کی توجیہ وتاویل میں ائمہ اہل سنت یہ کہتے ہیں کہ بعض اوقات کفر کا لفظ معصیت کے معنی میں بھی استعمال ہو جاتا ہے۔ اسی لیے اہل سنت کا کہنا یہ ہے کہ مذکورہ بالا کام کرنے والا شخص ایسا کافر نہیں ہے کہ جو دائرہ اسلام سے خارج ہو جائے اور دائمی جہنمی ہو۔ اہل سنت کی ایک جماعت اس کو 'کفر دون کفر'' قرار دیتی ہے اور کہتے ہیں کہ ایسے شخص کا کفر 'عملی کفر' ہے۔ ائمہ ثلاثہ امام مالک 'امام شافعی 'امام احمد رحمہم اللہ اور محدثین کا قول یہی ہے۔ جبکہ اہل سنت کا دوسرا گروہ یہ کہتا ہے کہ یہ کفر مجازی ہے یعنی حقیقی نہیں ہے امام ابو حنیفہ اور اہل الرائے کا یہی قول ہے۔ لہٰذا ایسے شخص کو عملی کافر کہیں یا مجازی کافر' بہر حال اس بات پر جمیع اہل سنت کا اتفاق ہے کہ ایسا شخص کافر حقیقی نہیں ہے کہ وہ دائرہ اسلام سے خارج یا آخرت میں دائمی جہنم کا مستحق ہو۔ اہل سنت والجماعت یہ کہتے ہیں کہ جس کو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے کافر کہا ہے تو ہماری کیا مجال ہے کہ ہم اسے کافر نہ کہیں لیکن وہ 'عملی کافر' یا 'مجازی کافر' ہے نہ کہ 'حقیقی کافر' کہ جو دائرہ اسلام سے خارج 'واجب القتل اور دائمی جہنمی ہو۔

اس کے برعکس خوارج اور معتزلہ کا اس بات پر اتفاق ہے کہ ان احادیث کی وجہ سے گناہ کبیرہ کا مرتکب دائرہ اسلام سے خارج ہو جاتا ہے۔

امام اہل سنت ابن ابی العز الحنفی رحمہ اللہ 'عقیدۃ طحاویۃ' کی شرح میں لکھتے ہیں:

"أن اهل السنة متفقون كلهم على أن مرتكب الكبيرة لا يكفر كفرا ينقل عن الملة بالكلية كما قالت الخوارج... وأهل السنة أيضا متفقون

على أنه يستحق الوعيد المرتب على ذلک الذنب كما وردت به النصوص...ثم بعد هذا الاتفاق تبين أن أهل السنة اختلفوا خلافاً لفظياً' لا يترتب عليه فساد' وهو: أنه هل يكون الكفر على مراتب، كفرا دون كفر؟ كما اختلفوا : هل يكون الايمان على مراتب،ايمانا دون ايمان؟ وهذا الاختلاف نشأ من اختلافهم فی مسمی 'الايمان' : هل هوقول وعمل يزيد وينقص، أم لا ؟ بعد اتفاقهم على أن من سماه الله تعالى ورسوله كافرا نسميه كافرا،اذ الممتنع أن يسمی الله سبحانه وتعالى الحاكم بغير ما أنزل الله كافرا' ويسمی رسوله من تقدم ذكره كافرا و لا نطلق عليهما اسم 'الكافر'۔ ولكن من قال : ان الايمان قول وعمل يزيد وينقص قال : هو كفر عملی لا اعتقادی،والكفر عنده على مراتب ' كفر دون كفر' كالايمان عنده۔ ومن قال: ان الايمان هو التصديق ولايدخل العمل فی مسمی الايمان ' و الكفر هو الجحود، ولا يزيدان ولا ينقصان قال : هو كفر مجازی غير حقيقی، ذا الكفر الحقيقی هو الذی ينقل عن الملة."

(شرح عقيده طحاوية : ص 304-301، الرئاسة لعامة لدارات البحوث العلمية والفتاء والدعوة والرشاد، الرياض،1314ھ)

''جمیع اہل سنت کا اس بات پر اتفاق ہے کہ کبیرہ گناہ کا مرتکب ایسا کفر نہیں کرتا کہ جس کی وجہ سے وہ ملت اسلامیہ سے کلی طور پر خارج ہو جائے جیسا کہ خوارج کا قول ہے...اہل سنت کا اس بات پر بھی اتفاق ہے کہ مرتکب کبیرہ اپنے اس گناہ کبیرہ پر اس وعید کا مستحق ہے جو نصوص میں وارد ہوئی ہے...پھر اس اتفاق کے بعد یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ اہل سنت کا اس مسئلے میں باہمی اختلاف لفظی اختلاف ہے اور اس سے کوئی فساد پیدا نہیں ہوتا۔اہل سنت کا باہمی اختلاف اس میں ہے کہ کیا کفر کے بھی مختلف درجات ہیں مثلاً کفر دون کفر وغیرہ جیسا کہ اہل سنت کا اس مسئلے میں بھی اختلاف ہے کہ کیا ایمان کے بھی مختلف درجات ہیں مثلاً ایمان دون ایمان؟اور ان کے اس اختلاف کی بنیاد ایمان کے 'مسمی' یعنی تعریف میں ان

کا اختلاف ہے۔ کیا ایمان قول و عمل کا نام ہے جو گھٹتا ہے اور بڑھتا ہے یا ایسا نہیں ہے؟ اہل سنت کا اس بات میں بھی اتفاق ہے کہ جس کو اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے کافر کہا ہے تو ہم بھی اسے کافر ہی کہیں گے کیونکہ یہ ناممکن امر ہے کہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ اپنی نازل کردہ شریعت کے مطابق فیصلہ نہ کرنے والے کو کافر قرار دیں یا اللہ کے رسول ﷺ بعض افعال کے مرتکبین کو کافر کہیں' جیسا کہ پہلے احادیث گزر چکی ہیں' تو ہم ان افعال کے مرتکبین پر لفظ کافر کا اطلاق نہ کریں۔ پس جس کا کہنا یہ ہے کہ ایمان قول و عمل کا نام ہے اور یہ گھٹتا بڑھتا ہے تو اس کے نزدیک یہ 'کفر عملی' ہے نہ کہ اعتقادی، اور ان علماء کے ہاں ایمان کی طرح کفر کے بھی کئی درجات ہیں جیسا کہ 'کفر دون کفر' ہے۔ اور جن علماء کا کہنا یہ ہے کہ ایمان، تصدیق کا نام ہے اور عمل ایمان کے مسمی یعنی تعریف میں داخل نہیں ہے اور کفر، انکار کا نام ہے اور یہ دونوں کم یا زیادہ نہیں ہوتے تو انہوں نے کہا: یہ مجازی کفر ہے نہ کہ حقیقی، جبکہ حقیقی کفر وہ ہے جو ملت اسلامیہ سے خارج کر دے۔''

امام ابن أبي العز الحنفی رحمہ اللہ نے اس بحث کو بھی خوب اچھی طرح نکھارا ہے کہ 'حکم بغیر ما انزل اللہ' ہر صورت میں ملت اسلامیہ سے خارج کرنے والا نہیں ہوتا۔ امام صاحب کا کہنا یہ ہے کہ اگر کوئی حکمران، ساری شریعت اسلامیہ کے بارے میں یہ عقیدہ رکھتا ہو کہ اللہ تعالیٰ نے شریعت اسلامیہ کے مطابق فیصلے کرنے کو واجب قرار نہیں دیا ہے یا وہ شریعت اسلامیہ کو تیقن کے ساتھ شریعت اسلامیہ سمجھتے ہوئے اس کا استہزاء و مذاق اڑاتا ہو تو اس صورت میں وہ ایسے کفر کا مرتکب ہو گا کہ جس سے وہ دائرہ اسلام سے خارج ہو جائے اور اگر کوئی حکمران شریعت اسلامیہ کے مطابق فیصلہ کرنے کو واجب سمجھتے ہوئے 'اس کے مطابق فیصلے نہ کرے تو وہ کافر حقیقی نہیں بلکہ مجازی یا عملی کافر ہے۔ اور اسی طرح وہ قاضی یا حکمران جو اپنے اجتہاد میں خطاء کی بنیاد پر اللہ کے احکام کے مطابق

فیصلہ نہ کرے تو یہ مجتہد مخطی اور عند اللہ ماجور ہے۔

اہم نکتہ: امام صاحب لکھتے ہیں :

"وهنا أمر يجب أن يتفطن له وهو: أن الحكم بغير ما أنزل الله قد يكون كفراينقل عن الملة وقد يكون معصية كبيرة أو صغيرة ويكون كفرا: امامجازيا واما كفرا أصغر على القولين المذكورين.وذلك بحسب حال الحاكم: فانه ان اعتقد أن الحكم بما أنزل الله غير واجب، و أنه مخير فيه، أو استهان به مع تيقنه أنه حكم (الله) فهذا كفر أكبر.وان اعتقد وجوب الحكم بما أنزل الله وعلمه فى هذه الواقعة وعدل عنه مع اعترافه بأنه مستحق للعقوبة، فهذا عاص و يسمى كفرا مجازيا أو كفرا أصغر.ومن جهل حكم الله فيها مع بذل جهده واستفراغ وسعه فى معرفة الحكم وأخطأ فهذا مخطى له أجر على اجتهاده وخطؤه مغفور."

(شرح عقيده طحاوية : ص ٣٠٤- ٣٠٥)

"یہاں ایک اہم نکتے کو سمجھنا ضروری ہے اور وہ یہ ہے کہ اللہ کی نازل کردہ شریعت کے مطابق فیصلہ نہ کرنا بعض اوقات ایک ایسا کفر ہوتا ہے جو ملت اسلامیہ سے خارج کر دیتا ہے اور بعض اوقات یہ گناہ کبیرۃ یا گناہ صغیرۃ ہوتا ہے اور ان دو صورتوں میں اس کو مجازی کفر یا کفر اصغر کہیں گے اور اس کا فیصلہ حکمران کے حالات کے مطابق ہو گا۔اگر کسی حکمران کا یہ عقیدہ ہے کہ اللہ کی نازل کردہ شریعت کے مطابق فیصلے کرنا غیر واجب ہے یا اختیاری ہے یا اس نے کسی حکم شرعی کو تیقن کے ساتھ اللہ کا حکم سمجھتے ہوئے اس کا مذاق اڑایا تو یہ تمام صورتیں کفر اکبر ہیں۔اور اگر کسی حکمران نے کسی واقعے میں اللہ کی نازل کردہ شریعت کے مطابق فیصلے کو تو واجب سمجھا لیکن اس نے اس شرعی حکم کے ساتھ اس مقدمے کا فیصلہ نہ کیا جبکہ وہ اس بات کا معترف بھی ہو کہ وہ اپنے اس عمل کی بنا پر سزا کا مستحق ہے تو ایسا حکمران گناہ گار ہے اور اس کے کفر کو مجازی کفر یا کفر اصغر کہیں گے۔اسی طرح جو حکمران اپنی مقدور بھر کوشش اور طاقت صرف کرنے کے باوجود اللہ کا حکم معلوم نہ کر سکا اور اپنے اجتہاد میں خطا کی بنا پر اللہ کے حکم کے مطابق اس نے فیصلہ

نہ کیا تو یہ حکمران مجتہد مخطی ہے اور اسے اپنے اجتہاد کا ثواب ملے گا اور اس کی خطا قابل معافی ہے۔''

یہ واضح رہے کہ شیخ کے قول '(ان الحکم بما أنزل اللہ غیر واجب،وأنہ مخیر فیہ')سے مراد مکمل شریعت کے بارے میں ایسا عقیدہ رکھنا ہے کہ اس میں اختیار ہے جبکہ بعض شرعی احکام میں اختیار تو خود شریعت نے دیا ہے۔اباحت شرعی حکم ہی کی ایک قسم ہے اور کئی ایک شرعی احکام میں تخییر ،اللہ سبحانہ وتعالی ہی کی طرف سے ابتداءً موجود ہے۔

دوسری اہم بات یہ ہے کہ '(أو استھان بہ مع تیقنہ أنہ حکم اللہ)کے مطابق اہل سنت کے نزدیک شرعی احکام کا مذاق و استہزاء اس وقت ملتِ اسلامیہ سے خارج کرے گا جبکہ حکمران کو اس بات کا یقین ہو کہ جس کا وہ مذاق اڑا رہا ہے وہ ایک شرعی حکم ہے۔بعض اوقات یہ بھی ہوتا ہے کہ حکمران کسی حکم شرعی کا مذاق اس بنا پر اڑا رہا ہوتا ہے کہ وہ اسے اللہ کا حکم نہیں سمجھ رہا ہوتا ہے۔پس اس صورت میں حکمران کی تکفیر میں اس کی جہالت مانع ہو گی۔ ہمارے موجودہ حکمرانوں کی اکثریت احکام شریعہ سے جاہل بلکہ اجہل ہے۔

حکمرانوں کی تکفیر میں درج ذیل شرائط کا لحاظ رکھنا ضروری ہے:

(ا) ان حالات میں اگر کسی حکمران کے منہ سے کوئی ایسا جملہ نکل جائے تو اسے پہلے تنبیہ کی جائے۔اللہ کا حکم اس پر واضح کیا جائے اور اس کے استہزاء پر اس کا جو دینی مقام ہو گا وہ بھی مفتیان کرام کو واضح کرنا چاہیے۔

(ب) اس سب کے باوجود بھی اگر حکمران کسی شرعی حکم کے مطابق فیصلہ نہ کرنے پر مصر ہو تو پھر یہ دیکھا جائے گا کہ حکمران کسی تاویل کا سہارا تو نہیں لے رہا اور اس تاویل کی وجہ سے اس شرعی حکم کو منسوخ یا مباح یا عارضی و وقتی حکم تو نہیں سمجھ رہا ہے۔

(ج) اگر وہ کسی تاویل کا سہارا لے کر کسی شرعی حکم کے مطابق فیصلہ نہیں کر رہا تو اس کی تاویل کا علمی جواب دیا جائے گا۔ حکمران کی تاویل کے علمی جواب کے بعد بھی اگر وہ حکمران کسی شرعی حکم کا استہزاء کرے یا اس کے مطابق فیصلہ نہ کرنے پر اصرار کرے تو اب جمیع مکاتب فکر کے اکابر علماء کی ایک جماعت اس پر کفر کا فتویٰ لگائے نہ کہ گلی گلی پھرنے والے مفتی حضرات یا جذباتی نوخیز نوجوان۔

(د) اگر حکمران کی تکفیر پر جمیع مکاتب فکر کے علماء کا اتفاق نہ ہو تو پھر ہر عالم دین کو اپنی اجتہادی رائے کے مطابق فیصلہ دینے کا اختیار ہو گا لیکن ایسے حکمران کو قطعی کافر یا قطعی دائمی جہنمی کہنا جائز نہیں ہو گا کیونکہ اس حکمران کی تکفیر اب ایک اجتہادی اور اختلافی مسئلہ ہے اور اجتہادی و اختلافی مسائل میں عموماً علم ظنی حاصل ہوتا ہے۔ پس حکمران کی تکفیر میں علماء کے اختلاف سے شبہ پیدا ہو گیا ہے اور شبہ کی وجہ سے علم ظن حاصل ہوا۔

(ھ) تکفیر سے پہلے اہل علم کی جماعت اس کی وضاحت حاصل کر لیں کہ حکمرانوں میں سے کون ایسا ہے جو شریعت اسلامیہ کو کلی طور پر غیر ضروری سمجھتا ہے یا اس کے احکام کا مذاق اڑاتا ہے۔ اور اگر کسی حکمران نے کسی شرعی حکم کا مذاق اڑایا ہو یا کسی غیر شرعی حکم کے مطاق قانون سازی کی ہو تو پھر یہ غور ہو گا کہ اس کی تکفیر میں جہالت 'تاویل یا خوف مانع ہے یا نہیں؟ اور علماء کی یہ ذمہ داری ہے کہ پہلے ایسے حکمران کی جہالت دور کریں' اس کی تاویل باطل کا جواب دیں' اس کو وعظ و نصیحت اور اُمر بالمعروف و نہی عن المنکر کریں اور اس شرعی حکم کے انکار کے نتائج و عواقب سے ڈرائیں اور اگر پھر بھی وہ حکمران اپنے کفر پر اڑا رہے تو ان بنیادی تقاضوں کو پورا کرنے کے بعد، اکابر علماء کا اجتماعی و اتفاقی فتوی ہی اس حکمران کی قطعی تکفیر کی بنیاد بن سکتا ہے۔ تکفیر کی یہی وہ کڑی شرائط ہیں کہ جن کی وجہ سے

بعض اہل علم مثلاً حضرت عبداللہ بن عباس وغیرہ نے ﴿**ومن لم یحکم بما أنزل اللہ فأولئک هم الکفرون**﴾ کو مطلق طور پر 'کفر دون کفر' یعنی ایسا کفر جو حقیقی کفر نہیں ہے' پر محمول کیا ہے۔امام حاکم رحمہ اللہ نقل فرماتے ہیں :

"قال ابن عباس رضی اللہ عنهما: انه ليس بالكفر يذهبون اليه فإنه ليس كفرا ينقل عن الملة ﴿**وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَا اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰئِكَ هُمُ الْكٰفِرُوْنَ**﴾ كفر دو ن كفر

(مستدرک حاکم، جلد۲،ص ۳٤۲،دار الكتب العلمية،بيروت)

''حضرت عبد اللہ بن عباس نے کہا: جس کو وہ اختیار کرتے ہیں وہ کفر نہیں ہے۔بے شک وہ ایسا کفر نہیں ہے جو ملت اسلامیہ سے خارج کر دے۔اور آیت مبارکہ ﴿**وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَا اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰئِكَ هُمُ الْكٰفِرُوْنَ**﴾ میں کفر ،کفر دون کفر ہے۔

امام حاکم اور امام ذہبی نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے۔(ایضاً) تفسیر طبری میں یہ قول عطاء اور طاؤس سے بھی مروی ہے۔

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کے قول کا مفہوم یہ ہے کہ تقریباً نا ممکن ہے کہ ایک مسلمان حکمران جانتے بوجھتے اللہ کے حکم کا مذاق اڑائے یا اس کو غیر ضروری سمجھے۔جب بھی کوئی مسلمان حکمران، اللہ کی نازل کردہ شریعت کے مطابق فیصلہ نہیں کرے گا تو یا تو اس میں جہالت مانع ہو گی یا کوئی اور ایسا دنیاوی عذر مثلاً دشمن کا ڈر و خوف وغیرہ ہو گا جو اس کے اس کفریہ فعل کو کفر حقیقی کے درجے سے نکال کر کفر مجازی اور کفر عملی میں داخل کر دے گا۔

φ

آیت ولایت

مسلمان حکمرانوں کی تکفیر کی دوسری بڑی بنیاد یہ آیت مبارکہ ہے :

﴿یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوا الْیَهُوْدَ وَالنَّصٰرٰی اَوْلِیَاءَ بَعْضُهُمْ اَوْلِیَاءُ بَعْضٍ وَمَنْ یَتَوَلَّهُمْ مِنْكُمْ فَاِنَّه مِنْهُمْ﴾ (المائدۃ : ۵۱)

''اے اہل ایمان! تم یہود و نصاری کو دوست نہ بناؤ' وہ ایک دوسرے کے دوست ہیں اور جو کوئی تم میں سے ان سے دوستی رکھے گا تو وہ بھی انہی میں سے ہے۔''

ایک غلطی کا ازالہ:

اس آیت مبارکہ سے حکمرانوں کی تکفیر پر ظاہری استدلال بوجوہ ناقص ہے۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ اس سے اگلی آیت میں یہ بات بالکل واضح موجود ہے کہ یہ خطاب اعتقادی منافقین سے ہے۔ کیونکہ اگلی آیت مبارکہ کے الفاظ ہیں:

﴿فَتَرَی الَّذِیْنَ فِیْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ یُّسَارِعُوْنَ فِیْهِمْ یَقُوْلُوْنَ نَخْشٰی اَنْ تُصِیْبَنَا دَآئِرَةٌ﴾ (المائدۃ : ۵۲)

''پس آپ ﷺ دیکھتے ہیں کہ جن لوگوں کے دلوں میں نفاق کی بیماری ہے وہ انہی یہود و نصاری میں گھستے چلے جاتے ہیں اور وہ کہتے ہیں ہمیں اندیشہ ہے کہ ہم پر کوئی گردش دوراں نہ آجائے۔''

اسی طرح اس سے اگلی دو آیات میں بھی منافقین ہی کا تذکرہ ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے :

﴿وَیَقُوْلُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اَهٰٓؤُلَآءِ الَّذِیْنَ اَقْسَمُوْا بِاللّٰهِ جَهْدَ اَیْمَانِهِمْ اِنَّهُمْ لَمَعَكُمْ حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ فَاَصْبَحُوْا خٰسِرِیْنَ﴾

﴿یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مَنْ یَّرْتَدَّ مِنْكُمْ عَنْ دِیْنِه فَسَوْفَ یَاْتِی اللّٰهُ بِقَوْمٍ

يُحِبُّهُمْ وَيُحِبُّوْنَه اَذِلَّةٍ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اَعِزَّةٍ عَلَى الْكَافِرِيْنَ﴾ (المائدة : ٥٣-٥٤)

''اور اہل ایمان (ایک دوسرے سے) کہتے ہیں: کیا یہ ہیں وہ لوگ (یعنی منافقین) جنھوں نے اللہ کے بارے میں سخت قسمیں کھا کر کہا تھا کہ وہ لازماً تمہارے (یعنی مسلمانوں) کے ساتھ ہیں۔ان (منافقین) کے اعمال ضائع ہو گئے اور وہ خسارہ پانے والوں میں سے ہو گئے۔

اے ایمان والو! اگر کوئی تم میں سے اپنے دین سے پھر جائے گا (مثلاً: منافق ہو جائے گا) تو اللہ تعالی ایسی قوم کو لائیں گے جو اللہ سے محبت کرتی ہو گی اور اللہ اس سے محبت کرتے ہوں گے اور یہ قوم اہل ایمان کے لیے نرم اور کافروں پر سخت ہو گی۔''

اسی لیے امام المفسرین 'امام ابن جریر طبریؒ نے لکھا ہے کہ اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ یہ آیات منافقین ہی کے بارے میں نازل ہوئی تھیں۔امام ابن جریر طبریؒ فرماتے ہیں:

''غير أنه لا شک أن الآية نزلت في منافق كان يوالي يهودا أو نصارى خوفا على نفسه من دوائر الدهر لأن الآية التي بعده هذه تدل على ذلک وذلک قوله: ﴿**فَتَرَى الَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَض يُسَارِعُوْنَ فِيْهِمْ يَقُوْلُوْنَ نَخْشٰى اَنْ تُصِيْبَنَا دَائِرَة**﴾

(تفسير طبرى : المائدة : ٥١)

''اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ یہ آیت مبارکہ ایسے منافق کے بارے میں نازل ہوئی ہے جو اپنے بارے میں آنے والے حالات کے خوف سے کسی یہودی یا عیسائی کو قلبی دوست بنا لیتا تھا۔اس آیت مبارکہ کے بعد والی آیت اس بات پر دلالت کر رہی ہے اور وہ یہ آیت ہے:

﴿**فترى الذين في قلوبهم مرض يسارعون فيهم يقولون نخشى أن**

تصیبنا دائرۃ﴾ (المائدۃ :52)

پس اب ہم اس آیت کے قطعی و ظنی مفہوم کی تنقیح (وضاحت و بیان) کی طرف آتے ہیں۔

پہلا نکتہ :

اعتقادی منافق کافر ہے لیکن۔۔۔۔۔:

اگر تو ہمارے حکمران اعتقادی منافق ہیں یعنی وہ یہود و نصاری کے مذہب کو باطل نہیں سمجھتے یا اپنے مذہب کی حقانیت کا انہیں یقین نہیں ہے اور پھر بھی یہود و نصاری سے دوستی لگاتے ہیں تو ان کی تکفیر جائز ہے۔ لیکن اصل سوال تو یہ ہے کہ آپ ﷺ کے زمانے کے اعتقادی منافقین کے عقیدے کے بارے تو بذریعہ وحی آپ کو علم ہو جاتا تھا لیکن آج کل کے اعتقادی منافقین کے نفاق کے بارے علم کا کوئی ذریعہ ہمارے پاس نہیں ہے۔

یہی وجہ ہے کہ امام ابن تیمیہ اور بعض سلف صالحین کا کہنا یہ ہے کہ اعتقادی نفاق صرف آپ ﷺ کے زمانے میں ہی تھا اس کے بعد عملی نفاق ہے جس کا احادیث میں تذکرہ ہے۔ کیونکہ آپ ﷺ کے زمانے میں عقیدے کا نفاق بذریعہ آیات قرآنیہ معلوم ہوتا تھا اور آج ہمارے پاس کوئی ایسا آلہ نہیں ہے کہ جس کے ساتھ ہم کسی کے باطن میں جھانک کر یا کسی کا دل چیر کر یہ معلوم کر سکیں کہ اس کے دل میں بھی نفاق ہے یا نہیں ۔پس ظالم و فاسق مسلمان حکمرانوں پر عملی نفاق کا فتویٰ تو لگے گا کیونکہ ان میں عملی نفاق کی ساری نشانیاں پائی جاتی ہیں لیکن اعتقادی نفاق کا نہیں۔

بلاشبہ آج بھی اعتقادی منافق ہو سکتے ہیں لیکن بحث یہ ہو رہی ہے کہ کسی کے اعتقادی نفاق کو معلوم کرنے کا کوئی ذریعہ ہمارے پاس نہیں ہے اِلا یہ کہ وہ شخص خود بتلائے کہ میں اعتقادی منافق ہو۔ پس جب کوئی حکمران یا عامی اپنے اسلام کا اظہار کر رہا ہو

تو اس کو اعتقادی منافق قرار دینا ناممکن 'نا قابل فہم اور خلاف نصوص ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ اَلْقٰی اِلَیْکُمُ السَّلٰمَ لَسْتَ مُؤْمِنًا﴾ (النساء:۹۴)

''جو تمہارے سامنے اپنے سلام (یعنی السلام علیکم کہے یا کلمہ شہادت) کو ظاہر کرے تو اس کو یہ نہ کہو: تم مومن نہیں ہو۔''

یہ آیت مبارکہ ان مسلمانوں کی تکفیر کے بارے میں صریح ہے جو حربی یہود و نصاریٰ سے دوستی رکھتے ہیں اور وہ مسلمان عقیدے کے منافق بھی ہوں۔ اگر کوئی مسلمان حکمران حربی یہود و نصاریٰ سے دوستی تو رکھتا ہے لیکن ان کے مذہب کو باطل اور مذہب اسلام کو حق سمجھتا ہے تو ایسی دوستی اگرچہ حرام اور ممنوع ہے لیکن اس کی بنیاد پر کفر کا فتویٰ نہیں لگایا جائے گا۔

امام رازی اور امام ابن عادل الحنبلی لکھتے ہیں:

"موالاة الكافر تنقسم ثلاثة أقسام: الأول: أن يرضى بكفره، ويصوبه، ويواليه لأجله،فهذا كافر،لأنه راض بالكفر ومصوب له. الثانى: المعاشرة الجميلة بحسب الظاهر، وذلک غير ممنوع منه. الثالث: المولاة: بمعنى الركون ا ليهم والمعونة والنصرة امابسبب القرابة واما بسبب المحبة مع اعتقاد أن دينه باطل فهذا منهى عنه ولا يوجبه الكفر."

(اللباب فی علوم الکتاب : آل عمران : ۲۸) (تفسیر الرازی : آل عمران : ۲۸)

'' کافر سے تعلق ولایت تین قسم پر ہے: پہلی قسم یہ کہ کوئی مسلمان اس کافر کے کفر پر راضی ہو اور اس کے کفر کی تصویب کرتا ہو اور اسی وجہ سے اس سے قلبی تعلق رکھتا ہو تو ایسا شخص بھی کافر ہے کیونکہ یہ کفر پر راضی بھی ہے اور کفر کی تصدیق بھی کرتا ہے۔ دوسری قسم: اس تعلق کی ہے کہ جس میں کسی کافر سے ظاہری طور پر اچھے طریقے سے معاشرت اختیار کرنا مقصود ہو اور ایسا تعلق ممنوع

نہیں ہے۔ تیسری قسم: یہ ہے کہ جس میں کافروں پر اعتماد ' ان کی اعانت اور نصرت ہو اور اس کا سبب یا تو قرابت داری ہو یا پھر ان کی محبت ہو لیکن ساتھ ہی ساتھ یہ عقیدہ بھی ہو کہ ان کا دین باطل ہے تو ایسا تعلق اگرچہ ممنوع ہے لیکن موجب کفر نہیں ہے۔ "

دوسرا نکتہ :

مفاد کے تحت کفار سے دوستی:

یہ امر بالکل واضح ہے کہ ہمارے حکمرانوں کی اکثریت یہود و نصاریٰ سے دوستی اس وجہ سے کرتی ہے کہ وہ ان سے ڈرتے ہیں۔ یعنی یہود و نصاریٰ کی ٹیکنالوجی کا ڈر ' عیش پرستی 'کاہلی و سستی 'موت کا خوف، مال اور عہدے کی محبت وغیرہ ایسے امور ہیں کہ جن کی وجہ سے ہمارے حکمران حربی یہود و نصاری سے دوستی کرتے ہیں۔ پس اس صورت میں یہ حکمران فاسق و فاجر اور عملی منافق تو قرار پائیں گے لیکن ایسے کافر نہیں کہ جس کی وجہ سے وہ ملت اسلامیہ سے خارج ہوں۔ اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے مسلمانوں کو کفار سے اپنے بچاؤ کی تدبیر کے طور پر ان سے ظاہری دوستی کی اجازت دی ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿لَا يَتَّخِذِ الْمُؤْمِنُوْنَ الْكٰفِرِيْنَ اَوْلِيَاۗءَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِيْنَ وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ فَلَيْسَ مِنَ اللّٰهِ فِيْ شَيْءٍ اِلَّآ اَنْ تَتَّقُوْا مِنْهُمْ تُقٰىةً﴾ (آل عمران : ٢٨)

"پس اہل ایمان 'مومنوں کو چھوڑتے ہوئے کافروں کو دوست نہ بنائیں اور جو کوئی بھی ایسا کرے گا تو اس کا اللہ سے کوئی تعلق نہیں ہے سوائے اس کے کہ تم (یعنی اہل ایمان) ان کافروں (کی اذیت) سے بچنا چاہو کچھ بچنا"۔

حکمرانوں کے دلوں میں کافروں اور یہود و نصاری کا جو خوف، دبدبہ اور رعب بیٹھا ہوا ہے اس کے بارے میں یہ بحث تو ہو سکتی ہے کہ وہ ہونا چاہیے یا نہیں؟ لیکن اس آیت مبارکہ کا یہ استثناء بہر حال یہود و نصاریٰ سے دوستی کی بنیاد پر حکمرانوں کی تکفیر میں ایک

صریح مانع ہے۔اس آیت مبارکہ میں 'تقاۃ' سے مراد سلف صالحین نے تقیہ اور خوف دونوں لیے ہیں۔امام شنقیطی المالکی فرماتے ہیں کہ اگر دشمن کے خوف کے سبب سے کوئی مسلمان ان سے تعلق ولایت کا اظہار کرے تو یہ جائز ہے۔وہ اس آیت کے تحت لکھتے ہیں: ﴿ یأیھا الذین آمنوا لا تتخذوا الیھود والنصاری أولیاء﴾

"وبین فی مو ضع آخر: أن محل ذلک،فیماا ذا لم تکن الموالاۃ بسبب خوف وتقیۃ وإن کانت بسبب ذلک فصاحبھا معذور وھو قولہ تعالیٰ: ﴿لاَ یَتَّخِذِ الْمُؤْمِنُوْنَ الْکٰفِرِیْنَ اَوْلِیَآئَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِیْنَ وَمَنْ یَّفْعَلْ ذٰلِکَ فَلَیْسَ مِنَ اللّٰہِ فِیْ شَیْئٍ اِلاَّ اَنْتَتَّقُوْا مِنْھُمْ تُقَاۃ﴾
(أضواء البیان : المائدۃ : ٥١)

"ایک اور جگہ اللہ تعالیٰ نے اس بات کو واضح کیا ہے کہ یہود و نصاری سے یہ تعلق ولایت کسی خوف یا بچاؤ کے سبب سے نہ ہو' اور اگر یہود و نصاری سے تعلق ولایت اس سبب (یعنی خوف یا ان کی اذیت سے بچاؤ) کے تحت ہو تو ایسا شخص معذور ہے اور اللہ سبحانہ و تعالیٰ کا قول ہے:"پس اہل ایمان 'ایمان والوں کو چھوڑتے ہوئے کافروں کو دوست نہ بنائیں اور جو کوئی بھی ایسا کرے گا تو اس کا اللہ سے کوئی تعلق نہیں ہے سوائے اس کے کہ تم (یعنی اہل ایمان) ان کافروں (کی اذیت) سے بچنا چاہو کچھ بچنا۔"

امام نسفی الحنفی نے بھی یہی معنی بیان فرمایا ہے۔وہ لکھتے ہیں:

﴿ اِلاَّ اَنْ تَتَّقُوْا مِنْھُمْ تُقَاۃ ﴾ الا أن تخافوا من جھتھم أمرا یجب اتقاؤہ أی لا أن یکون للکافر علیک سلطان فتخافہ علی نفسک ومالک فحینئذ یجوز لک ا ظھار الموالاۃ وابطان المعاداۃ."
(تفسیر نسفی : آل عمران : ٢٨)

﴿الا أن تتقوا منھم تقاۃ﴾ کا معنی یہ ہے کہ تمہیں ان کی طرف سے کسی ایسے امر کا اندیشہ ہو کہ جس سے بچنا لازم ہو یعنی یہ کہ کسی کافر کو تم پر غلبہ حاصل ہو اور

تمہیں اس کافر سے اپنے جان اور مال کا خوف لاحق ہو تو اس وقت تمہارے لیے یہ جائز ہے کہ تم کافر سے دوستی کا اظہار کرو اور اس سے دشمنی کو چھپالو۔''

امام بیضاوی الشافعی نے بھی یہی معنی بیان کیا ہے کہ خوف کے وقت دشمن کافر سے تعلق ولایت کا اظہار جائز ہے۔ وہ لکھتے ہیں:

''منع عن موالاتهم ظاهرا وباطنا فى الأوقات كلها لا وقت المخافة فن اظهار الموالاة حينئذ جائز." (تفسير بيضاوى : آل عمران : ٢٨)

''اللہ تعالیٰ نے جمیع حالات میں کفار سے ظاہری یا باطنی تعلق ولایت قائم کرنے سے منع فرمایا ہے سوائے خوف کی حالت کے 'کیونکہ اس حالت میں کافر سے تعلق ولایت کا اظہار جائز ہے۔''

تیسرا نکتہ :

آیت کریمہ میں مخاطب کون؟

یہ واضح رہے کہ ﴿يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا﴾ میں اصلاً مراد اعتقادی منافقین ہیں جیسا کہ آیت کے سیاق وسباق سے واضح ہے اور اس آیت کا قطعی مفہوم یہی ہے۔ لیکن تبعاً اس خطاب میں مسلمان بھی شامل ہیں۔ پس اگر اعتقادی منافق مسلمان، یہود و نصاری سے دوستی رکھے تو اس کی تکفیر ہو گی جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں اور اگر کوئی ظالم وفاسق مسلمان حربی یہود و نصاری سے دوستی رکھے تو پھر ﴿وَمَنْ يَّتَوَلَّهُمْ مِنْكُمْ فَاِنَّه مِنْهُمْ﴾ سے مراد تحذیر میں شدت (یعنی ڈرانے اور دھمکانے میں مبالغہ) ہے۔ جیسا کہ قرآن کی آیت میں ہے:

﴿فَمَنْ شَرِبَ مِنْهُ فَلَيْسَ مِنِّىْ﴾

اور حدیث مبارکہ میں ہے

((مَنْ حمل عَلَيْنَا السَّلَاحَ فَلَيْسَ مِنَّا))

اس میں اصل مقصود شدت تحذیر ہے نہ کہ ملت سے اخراج۔

امام رازی (وَمَنْ يَّتَوَلَّهُمْ مِنْكُمْ فَاِنَّه مِنْهُمْ) کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

﴿وَمَنْ يَّتَوَلَّهُمْ مِنْكُمْ فَاِنَّه مِنْهُمْ﴾ قال ابن عباس : يريد كأنه مثلهم وهذا تغليظ من الله وتشديد في وجوب مجانبة المخالف في الدين ونظيره قوله (ومن لم يطعمه فانه منى)." (تفسير رازى : المائدة : ٥١)

(و من يتولهم منكم فانه منهم)کا معنی حضرت عبداللہ بن عباس نے یہ بیان کیا ہے کہ گویا کہ وہ شخص انہی یعنی کفار کی مانند ہو گا۔اور یہ اللہ کی طرف سے دین اسلام کی مخالفت کرنے والے کفار سے کنارہ کشی کے وجوب کے بارے ایک سختی اور شدت کا اسلوب ہے اور اس کی مثال اللہ تعالی کا قول 'و من لم يطعمه فانه منی' ہے۔"

امام بیضاوی نے بھی یہی معنی بیان کیا ہے۔ (تفسير بيضاوى : المائدة : ٥١)

امام نسفی الحنفی کا رجحان بھی اسی قول کی طرف ہے۔امام صاحب(وَمَنْ يَّتَوَلَّهُمْ مِنْكُمْ فَاِنَّه مِنْهُمْ﴾ کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

"من جملتهم وحكمه حكمهم وهذا تغليظ من الله وتشديد في وجوب مجانبة المخالف في الدين." (تفسير نسفى : المائدة : ٥١)

"یعنی وہ شخص من جملہ انہی میں سے ہے اور اس کا حکم وہی ہے جو ان کا حکم ہے اور یہ اللہ کی طرف سے دین اسلام کی مخالفت کرنے والے کفار سے کنارہ کشی کے وجوب کے بارے میں ایک سختی اور شدت کا اسلوب ہے۔"

ابن عاشور المالکی نے تو اس بات پر امت کا اجماع نقل کیا ہے کہ اگر کوئی شخص کسی کافر یا غیر مسلم سے تعلق ولایت رکھتا ہے، کفار سے محبت رکھتا ہے اور ان کی مدد کرتا ہے لیکن ان کے مذہب کو صحیح نہیں سمجھتا اور اسلام کو دین حق سمجھتا ہے تو ایسا شخص گمراہ اور ضال تو ہے لیکن بالاتفاق کافر نہیں ہے۔ان کا کہنا یہ بھی ہے کہ ﴿وَمَنْ يَّتَوَلَّهُمْ مِنْكُمْ فَاِنَّه مِنْهُمْ﴾ سے مراد یا تو تحذیر و تشدید ہے یا پھر کافر کے دین کو صحیح سمجھتے ہوئے اس کے

ساتھ ولایت کا تعلق قائم کرنے پر یہ وعید ہے اور مختلف علماء نے اس آیت کی ان دو میں سے کوئی ایک تاویل کی ہے۔ وہ فرماتے ہیں:

﴿وَمَنْ يَّتَوَلَّهُمْ مِنْكُمْ فَاِنَّه مِنْهُمْ﴾ من شرطية تقتضى أن كل من يتولاهم يصير واحدا منهم...وقد تأولها المفسرون بأحد تأويلين : ما بحمل الولاية فى قوله ومن يتولهم على الولاية الكاملة التى هى الرضى بدينهم والطعن فى دين الاسلام ولذلک قال ابن عطية : ومن تولاهم بمعتقده ودينه فهو منهم فى الكفر والخلود فى النار وأما بتاويل قوله: فانه منهم على التشبية البليغ أى فهو كواحد منهم فى استحقاق العذاب قال ابن عطية : من تولاهم بأفعاله من العضد ونحوه دون معتقدهم ولا خلال بالايمان فهو منهم فى المقت والمذمة الواقعة عليهم... وقد اتفق علماء السنة على أن ما دون الرضا بالكفر وموالاتهم عليه من الولاية لا يوجب الخروج من الربقة السلامية ولكنه ضلال عظيم وهو مراتب فى القوة بحسب قوة الموالاة وباختلاف أحوال المسلمين." (التحرير والتنوير: المائدة : ٥١)

(ومن يتولهم منكم فانہ منهم) میں 'من' شرطیہ ہے جو اس بات کا متقاضی ہے کہ جس نے بھی ان کفار سے تعلق ولایت قائم کیا وہ انہی میں سے ایک ہو گا... لیکن مفسرین نے اس آیت کی دو میں سے کوئی ایک تاویل کی ہے۔ یا تو اللہ تعالی کے قول ﴿ ومن يتولهم ﴾ میں ولایت سے مراد ولایت کاملہ یعنی کافروں کے دین پر راضی ہو جانا اور دین اسلام پر طعن کرنا ہے۔ اسی لیے ابن عطیہ نے کہا ہے: جس نے کفار سے تعلق ولایت اپنے عقیدے اور دین کی وجہ سے رکھا تو ایسا مسلمان کفر اور دائمی جہنمی ہونے کے اعتبار سے انہی کفار کی مانند ہے۔ اس آیت کی دوسری تاویل یہ کی گئی ہے کہ یہ تشبیہ بلیغ ہے [تشبیہ بلیغ اس کو کہتے ہیں کہ جس میں حرف تشبیہ محذوف ہو] یعنی مراد یہ ہے کہ مسلمان عذاب کا

مستحق ہونے میں انہی کفار جیسا ہے۔ابن عطیہ نے کہا ہے: جس مسلمان نے ان کفار سے تعلق اپنے افعال مثلاًان کی مدد ونصرت وغیرہ کے ذریعے رکھالیکن انکے جیسااس کاعقیدہ نہیں ہے اور نہ ہی ان افعال کی وجہ سے اس کاایمان غائب ہواہو تو ایسا مسلمان اللہ کے اس غصے اور مذمت کا مستحق ہے جو ان کفار کے بارے میں وارد ہوئی ہے... علمائے اہل سنت کااس بات پر اتفاق ہے کہ جب تک کفرپر رضامندی کے بغیر اور کفار سے کسی معاہدے کی بناپر اس سے تعلق ولایت صادر ہو تو ایسا تعلق اسلام کے دائرے سے اخراج کا باعث نہیں ہے لیکن ایک بڑی گمراہی ضرور ہے اور اس گمراہی کے مراتب بھی کفار سے تعلق ولایت کی شدت اور مسلمانوں کے احوال وظروف کے اعتبار سے مختلف ہوں گے۔ "

چوتھا نکتہ :

حربی کفار سے تعلق ولایت جائز نہیں لیکن معاملات ومعاہدات جائز ہیں:

یہ بھی ضمناًواضح رہے کہ حربی کفار اور حربی یہود ونصاری کے ساتھ تعلق ولایت جائز نہیں ہے لیکن ان کے ساتھ معاہدات اور معاملات وغیرہ جائز ہیں۔یہی وجہ ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے یہود ونصاری کے ساتھ معاہدات کیےاور صحابہ رضی اللہ عنہم نےان کے ساتھ تجارت کی۔اسی طرح مدینہ کے یہودیوں کے ساتھ آپ ﷺ کاقرض کا معاملہ چلتارہتا تھایہاں تک کہ آپ ﷺ کی وفات ہوئی اور آپ ﷺ ایک یہودی کے مقروض تھے۔

(صحیح بخاری، کتاب الجهاد والسیر،باب ما قیل فی درع النبیﷺ)

پانچواں نکتہ :

غیر حربی کے ساتھ حسن سلوک:

غیر حربی کفاراور یہود ونصاری کے ساتھ احسان وحسن سلوک بھی جائز ہے۔جیسا

کہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿لَا يَنْهٰكُمُ اللّٰهُ عَنِ الَّذِيْنَ لَمْ يُقَاتِلُوْكُمْ فِی الدِّيْنِ﴾ (الممتحنة : ٨)

''اللہ سبحانہ و تعالیٰ تمہیں منع نہیں کرتا کہ تم ان کافروں سے حسن سلوک کرو یا انصاف کرو جنہوں نے تم سے دین کے معاملے میں جنگ نہیں کی اور نہ ہی تمہیں تمہارے گھروں سے نکالا ہے۔بے شک اللہ تعالیٰ انصاف کرنے والوں کو پسند کرتا ہے۔''

چھٹا نکتہ:

غیر حربی سے تعلق ولایت:

غیر حربی کفار اور یہود و نصاریٰ کے ساتھ تعلق ولایت (قلبی تعلق) رکھنے کے بارے میں علماء کے دو اقوال ہیں۔

ایک قول تو یہ ہے کہ غیر حربی کفار کے ساتھ بھی تعلق ولایت رکھنا حرام ہے۔اس قول کے دلائل وہ تمام آیات ہیں کہ جن میں کفار کے ساتھ تعلق ولایت قائم کرنے سے مسلمانوں کو منع کیا گیا ہے۔ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْا بِطَانَةً مِّنْ دُوْنِكُمْ لاَ يَاْلُوْنَكُمْ خَبَالاً وَدُّوْا مَا عَنِتُّمْ قَدْ بَدَتِ الْبَغْضَاۗءُ مِنْ اَفْوَاهِهِمْ وَمَا تُخْفِيْ صُدُوْرُهُمْ اَكْبَرُ﴾

(آل عمران : ١١٨)

"اے اہل ایمان! تم اپنے علاوہ (کافروں) کو رازدان نہ بناؤ جبکہ وہ تمہاری خرابی و تباہی میں کوئی کمی نہیں کرتے اور وہ چاہتے ہیں (وہ چیز) جو تمہیں مشقت میں ڈالے۔ تحقیق ان کی دشمنی وعداوت ان کی باتوں سے ظاہر ہو گئی ہے اور جو ان کے سینے چھپاتے ہیں وہ (بغض) تو اس سے بھی بڑا ہے (جس کو وہ ظاہر کرتے ہیں)۔ "

ایک اور جگہ ارشاد ہے:

﴿يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوا الَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا دِيْنَكُمْ هُزُوًا وَّلَعِبًا مِّنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَالْكُفَّارَ اَوْلِيَاۗءَ﴾ (المائدة : ٥٧)

"اے اہل ایمان! تم ان کافروں اور اہل کتاب کو قلبی دوست نہ بناؤ جنہوں نے تمہارے دین کو مذاق اور کھیل تماشہ بنالیا۔"

ایک اور جگہ ارشاد ہے:

﴿يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوا الْكٰفِرِيْنَ اَوْلِيَاۗءَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِيْنَ اَتُرِيْدُوْنَ اَنْ تَجْعَلُوْا لِلّٰهِ عَلَيْكُمْ سُلْطَانًا مُّبِيْنًا﴾ (النساء : ١٤٤)

"اے اہل ایمان! تم اہل ایمان کو چھوڑ کر کافروں کو قلبی دوست نہ بناؤ۔ کیا تم چاہتے ہو کہ تم اللہ کے لیے اپنے خلاف کوئی واضح دلیل بناؤ۔"

ایک اور جگہ ارشاد ہے:

﴿يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْا آبَآءَ كُمْ وَاِخْوَانُكُمْ اَوْلِيَآءَ اِنِ اسْتَحَبُّوا الْكُفْرَ عَلَى الْاِيْمَانِ وَمَنْ يَّتَوَلَّهُمْ مِنْكُمْ فَاُولٰئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ﴾ (التوبة: ٢٣)

"اے اہل ایمان! اپنے آباء واجداد اور بھائیوں کو قلبی دوست نہ بناؤ اگر وہ کفر کو ایمان پر ترجیح دیں۔ اور جو کوئی تم میں سے ان سے تعلق ولایت رکھے گا تو وہی لوگ ظالم ہیں۔"

ایک اور جگہ ارشاد ہے:

﴿لاَ تَجِدُ قَوْمًا يُّؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ يُوَآدُّوْنَ مَنْ حَآدَّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَه وَلَوْ كَانُوْا آبَاءَ هُمْ اَوْ اَبْنَاءَ هُمْ اَوْ اِخْوَانَهُمْ اَوْ عَشِيْرَتَهُمْ﴾ (المجادلة : ٢٢)

"(اے نبی ﷺ!) آپ ﷺ ہر گز نہ پائیں گے اس قوم کو جو اللہ اور یوم

آخرت پر ایمان رکھتی ہے کہ وہ ان لوگوں سے محبت کرتے ہوں جو اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت کرتے ہوں، چاہے وہ (مخالفین) ان کے آباءواجداد یا بیٹے یا بھائی یا خاندان والے ہی کیوں نہ ہوں۔''

ایک اور جگہ ارشاد ہے:

﴿یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لاَ تَتَّخِذُوْا عَدُوِّیْ وَعَدُوَّکُمْ اَوْلِیَآئَ تُلْقُوْنَ اِلَیْھِمْ بِالْمَوَدَّۃِ وَقَدْ کَفَرُوْا بِمَا جَآئَکُمْ مِّنَ الْحَقِّ یُخْرِجُوْنَ الرَّسُوْلَ وَاِیَّاکُمْ اَنْ تُؤْمِنُوْا بِاللّٰہِ رَبِّکُمْ﴾ (الممتحنة : ١)

''اے اہل ایمان! تم میرے اور اپنے دشمنوں کو قلبی دوست نہ بناؤ۔ تم ان کی طرف محبت والفت کا پیغام بھیجتے ہو حالانکہ وہ اس کا انکار کر چکے جو تمھارے پاس حق بات پہنچ چکی ۔وہ رسول ﷺ اور تمہیں صرف اس وجہ سے (تمہارے گھروں سے) نکالتے ہیں کہ تم اپنے رب، اللہ پر ایمان لائے ہو۔''

ایک اور جگہ ارشاد ہے:

﴿اِنَّمَا یَنْھٰکُمُ اللّٰہُ عَنِ الَّذِیْنَ قَاتَلُوْکُمْ فِی الدِّیْنِ وَاَخْرَجُوْکُمْ مِّنْ دِیَارِکُمْ وَظَاھَرُوْا عَلٰی اِخْرَاجِکُمْ اَنْ تَوَلَّوْھُمْ وَمَنْ یَّتَوَلَّھُمْ فَاُولٰئِکَ ھُمُ الظّٰلِمُوْنَ﴾ (الممتحنة : ٩)

''سوائے اس کے نہیں، اللہ تعالی تم کو منع کرتا ہے کہ تم ان کفار سے قلبی تعلق رکھو جنہوں نے تم سے دین کے معاملے میں قتال کیا اور تمہیں، تمہارے گھروں سے نکالا اور تمہارے نکالنے پر مدد کی۔اور جو کوئی ان کفار سے تعلق و لایت قائم کرے گا تو وہی لوگ ظالم ہیں۔''

ایک اور جگہ ارشاد ہے:

﴿قَدْ کَانَتْ لَکُمْ اُسْوَۃ حَسَنَۃ فِیْ اِبْرَاھِیْمَ وَالَّذِیْنَ مَعَہ اِذَا قَالُوْا لِقَوْمِھِمْ اِنَّا بُرَآئُ مِنْکُمْ وَمِمَّا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ کَفَرْنَا بِکُمْ

وَبَدَا بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمُ الْعَدَاوَةُ وَالْبَغْضَاءُ اَبَدًا حَتّٰى تُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ وَحْدَهٗ﴾ (الممتحنة : ٤)

"تحقیق تمہارے لیے حضرت ابراہیم اور ان کے ساتھیوں کی زندگی میں بہترین اُسوہ ہے جبکہ انہوں نے اپنی قوم سے کہا: ہم تم سے اور جن کی تم اللہ کے علاوہ عبادت کرتے ہو، ان سے بری ہیں۔ ہم نے تمہارا انکار کیا اور ہمارے اور تمہارے مابین دشمنی اور بغض ہمیشہ ہمیشہ کے لیے ظاہر ہو گیا یہاں تک کہ تم اللہ وحدہ لاشریک پر ایمان لاؤ۔"

جبکہ دوسرا قول یہ ہے کہ اس مسئلے میں تفصیل ہے۔ ہمارا رجحان اسی رائے کی طرف ہے۔ اس قول کے قائلین کا کہنا یہ ہے کہ جن آیات میں کفار اور یہود و نصاریٰ سے تعلق ولایت قائم کرنے سے منع کیا گیا ہے، ان ہی آیات میں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ ان کفار اور یہود و نصاریٰ سے حربی کافر "دین اسلام کے دشمن" اسلام سے نفرت و بغض کا اظہار کرنے والے اور اسلام کا مذاق اڑانے والے مراد ہیں۔ آیت مبارکہ

﴿يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْا آبَآءَ كُمْ وَاِخْوَانُكُمْ اَوْلِيَآءَ اِنِ اسْتَحَبُّوا الْكُفْرَ عَلَى الْاِيْمَانِ وَمَنْ يَّتَوَلَّهُمْ مِنْكُمْ فَاُولٰئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ﴾ (التوبة : ٢٣)

"اے لوگو جو ایمان لائے ہو! اپنے باپوں اور اپنے بھائیوں کو دوست مت بناؤ، اگر وہ ایمان کے مقابلے میں کفر سے محبت رکھیں اور تم میں سے جو کوئی ان سے دوستی رکھے گا سو وہی لوگ ظالم ہیں۔"

میں جن کافر رشتہ داروں سے تعلق ولایت رکھنے سے منع کیا گیا ہے وہ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت کرنے والے کفار ہیں جیسا کہ دوسری آیت اس کی وضاحت کر رہی ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿لَا تَجِدُ قَوْمًا يُّؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ يُوَآدُّوْنَ مَنْ حَآدَّ اللّٰهَ

وَرَسُوْلَه وَلَوْ كَانُوْا آبَائَهُمْ اَوْ اَبْنَائَهُمْ اَوْ اِخْوَانَهُمْ اَوْ عَشِيْرَتَهُمْ﴾
(المجادلة : ٢٢)

''تم ان لوگوں کو جو اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتے ہیں، نہیں پائے گا کہ وہ ان لوگوں سے دوستی رکھتے ہوں جنہوں نے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی مخالفت کی، خواہ وہ ان کے باپ ہوں، یا ان کے بیٹے ہوں ، یا ان کے بھائی، یا ان کا خاندان۔''

اسی طرح اللہ تعالی نے فرمایا:

﴿یٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوا الَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا دِيْنَكُمْ هُزُوًا وَّلَعِبًا مِّنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَالْكُفَّارَ اَوْلِيَائَ﴾ (المائدة : ٥٧)

''اے لوگوں جو ایمان لائے ہو! ان لوگوں کو جنہوں نے تمہارے دین کو مذاق اور کھیل بنالیا، ان لوگوں میں سے جنہیں تم سے پہلے کتاب دی گئی ہے اور کفار کو دوست نہ بناؤ۔''

اس میں دین کا مذاق اڑانے والے کفار واہل کتاب کو دوست نہ بنانے کا حکم دیا گیا ہے اور اللہ تعالی نے فرمایا:

﴿یٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لاَ تَتَّخِذُوْا بِطَانَةً مِّنْ دُوْنِكُمْ لَا يَاْلُوْنَكُمْ خَبَالًا وَدُّوْا مَا عَنِتُّمْ قَدْ بَدَتِ الْبَغْضَائُ مِنْ اَفْوَاهِهِمْ وَمَا تُخْفِیْ صُدُوْرُهُمْ اَكْبَرُ﴾ (آل عمران: ١١٨)

''اے لوگوں جو ایمان لائے ہو! اپنے سوا کسی کو دلی دوست نہ بناؤ، وہ تمہیں کسی طرح بھی نقصان پہنچانے میں کمی نہیں کرتے، وہ ہر ایسی چیز کو پسند کرتے ہیں جس سے تم مصیبت میں پڑ جاؤ، ان کی شدید دشمنی تو ان کے مونہوں سے ظاہر ہو چکی اور جو کچھ ان کے سینے چھپا رہے ہیں وہ زیادہ بڑا ہے۔''

اس میں دین اسلام سے بغض کا اظہار کرنے اور مسلمانوں کو نقصان پہنچانے کی

سازشیں کرنے والے کفار سے دلی محبت نہ کرنے کا حکم دیا گیا ہے اور :

﴿یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لاَ تَتَّخِذُوْا عَدُوِّیْ وَعَدُوَّکُمْ اَوْلِیَآئَ تُلْقُوْنَ اِلَیْهِمْ بِالْمَوَدَّةِ وَقَدْ کَفَرُوْا بِمَا جَآئَ کُمْ مِّنَ الْحَقِّ یُخْرِجُوْنَ الرَّسُوْلَ وَاِیَّاکُمْ اَنْ تُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ رَبِّکُمْ﴾ (الممتحنة : ١)

'' اے لوگو جو ایمان لائے ہو! میرے دشمنوں اور اپنے دشمنوں کو دوست مت بناؤ، تم ان کی طرف دوستی کے پیغام بھیجتے ہو، حالانکہ یقیناً انہوں نے اس حق سے انکار کیا جو تمہارے پاس آیا ہے، وہ رسول کو اور خود تمہیں اس لئے نکالتے ہیں کہ تم اللہ پر ایمان لاتے ہو، جو تمہارا رب ہے۔''

اس آیت میں مسلمانوں سے جنگ اور ان پر ظلم کرنے والے کفار سے دوستی نہ کرنے کا حکم دیا گیا ہے ،فرمان باری تعالی ہے :

﴿لاَ تَجِدُ قَوْمًا یُّؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْیَوْمِ الْآخِرِ یُوَآدُّوْنَ مَنْ حَآدَّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَه وَلَوْ کَانُوْا آبَائَهُمْ اَوْ اَبْنَائَهُمْ اَوْ اِخْوَانَهُمْ اَوْ عَشِیْرَتَهُمْ﴾ (المجادلة : ٢٢)

''تم ان لوگوں کو جو اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتے ہیں، نہیں پائے گا کہ وہ ان لوگوں سے دوستی رکھتے ہوں جنہوں نے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی مخالفت کی، خواہ وہ ان کے باپ ہوں، یا ان کے بیٹے ہوں ، یا ان کے بھائی، یا ان کا خاندان۔''

اس آیت میں اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے دشمن کفار سے دشمنی کرنا مومنین کی صفت قرار دی ہے، ارشاد باری تعالی ہے :

﴿اِنَّمَا یَنْهٰکُمُ اللّٰهُ عَنِ الَّذِیْنَ قَاتَلُوْکُمْ فِی الدِّیْنِ وَاَخْرَجُوْکُمْ مِّنْ دِیَارِکُمْ وَظَاهَرُوْا عَلٰی اِخْرَاجِکُمْ اَنْ تَوَلَّوْهُمْ وَمَنْ یَّتَوَلَّهُمْ فَاُولٰئِکَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ﴾

(الممتحنة :٩)

"اللہ تو تمہیں انہی لوگوں سے منع کرتا ہے جنہوں نے تم سے دین کے بارے میں جنگ کی اور تمہیں تمہارے گھروں سے نکالا اور تمہارے نکالنے میں ایک دوسرے کی مدد کی کہ تم ان سے دوستی کرو۔ اور جو ان سے دوستی کرے گا تو وہی لوگ ظالم ہیں۔"

اس میں حربی کفار اور ان کے معاونین سے دوستی نہ کرنے کا حکم دیا اور جس نے کر لی اسے ظالم قرار دیا ہے:

﴿قَدْ كَانَتْ لَكُمْ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ فِيْ اِبْرَاهِيْمَ وَالَّذِيْنَ مَعَه اِذَا قَالُوْا لِقَوْمِهِمْ اِنَّا بُرَآئُ مِنْكُمْ وَمِمَّا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ كَفَرْنَا بِكُمْ وَبَدَا بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمُ الْعَدَاوَةُ وَالْبَغْضَاءُ اَبَدًا حَتّٰى تُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ وَحْدَه﴾ (الممتحنة : ٤)

"یقیناً تمہارے لئے ابراہیمؑ اور ان لوگوں میں جو اس کے ساتھ تھے ایک اچھا نمونہ تھا، جب انہوں نے اپنی قوم سے کہا کہ بے شک ہم تم سے اور ان تمام چیزوں سے بری ہیں جنہیں تم اللہ کے سوا پوجتے ہو، ہم تمہیں نہیں مانتے اور ہمارے درمیان اور تمہارے درمیان ہمیشہ کے لئے دشمنی اور بغض ظاہر ہو گیا، یہاں تک کہ تم اس اکیلے اللہ پر ایمان لاؤ۔"

اس آیت میں ہر ایسے مشرک سے تعلق ولایت رکھنے سے منع کیا گیا ہے کہ جس کا شرک صریح اور اکبر ہو اور وہ تصور توحید و وحدانیت ہی کا انکاری ہو' جیسا کہ ہندوؤں اور اہل یونان کا معاملہ ہے۔ ایسے کفار اگر قریبی رشتہ دار بھی ہوں تو پھر بھی ان سے تعلق ولایت رکھنا جائز نہیں ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لاَ تَتَّخِذُوْا آبَآئَ كُمْ وَاِخْوَانَكُمْ اَوْلِيَآئَ اِنِ اسْتَحَبُّوا الْكُفْرَ عَلَى الْاِيْمَانِ وَمَنْ يَّتَوَلَّهُمْ مِنْكُمْ فَاُولٰئِکَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ﴾ (التوبة : ٢٣)

"اے لوگو جو ایمان لائے ہو! اپنے باپوں اور اپنے بھائیوں کو دوست نہ بناؤ، اگر وہ ایمان کے مقابلے میں کفر سے محبت رکھیں اور تم میں سے جو ان سے دوستی رکھے گا سو وہی لوگ ظالم ہیں۔"

یہ وہ کفار تھے جو تصور توحید کے سرے ہی سے قائل نہ تھے جیسا کہ ان کا آپ ﷺ پر اعتراض ہی یہ تھا کہ آپ توحید کی دعوت کیوں دیتے ہیں۔اللہ تعالیٰ ان کافروں کے عقیدے کو نقل کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

﴿اَجَعَلَ الْاٰلِهَةَ اِلٰهًا وَّاحِدًا اِنَّ هٰذَا لَشَیْئٌ عُجَابٌ﴾ (ص : ٥)

"کیا اس (یعنی محمد ﷺ!) نے تمام معبودوں کو ایک ہی معبود بنادیا ہے۔ بے شک یہ تو ایک بہت ہی عجیب بات ہے۔"

اسی طرح وہ فلاسفہ "دہریے اور سیکولر طبقہ جو سرے سے خدا کے وجود کا ہی قائل نہیں ہے۔" ان سے بھی کسی قسم کا تعلق ولایت رکھنا قرآن کی درج بالا آیات کے منشا کے خلاف ہوگا۔

اس کے برعکس مسلمانوں کے جمیع فرق اور اہل کتاب کی اکثریت ایسی ہے جو تصور توحید اور اللہ کی وحدانیت کے عقیدے کے تو قائل ہیں اور اپنے مذہب کو دین توحید کا نام بھی دیتے ہیں لیکن تاویلات باطلہ کے ذریعہ شرک صریح اور شرک اکبر وغیرہ میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔پس جو مسلمان یا کتابی کسی شرک اکبر کا مرتکب ہو تو ایسے مشرکین، یعنی توحید ووحدانیت کے قائل مشرکین سے تعلق ولایت رکھنے سے منع نہیں کیا گیا ہے۔اس کی دلیل قرآن کی وہ آیت ہے کہ جس میں اہل کتاب کی عورتوں سے شادی کی اجازت دی گئی ہے۔ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿اَلْیَوْمَ اُحِلَّ لَكُمُ الطَّیِّبٰتُ وَطَعَامُ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ حِلٌّ لَّكُمْ وَطَعَامُكُمْ حِلٌّ لَّهُمْ وَالْمُحْصَنٰتُ مِنَ الْمُؤْمِنٰتِ وَالْمُحْصَنٰتُ مِنَ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكُمْ اِذَا آتَیْتُمُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ﴾ (المائدۃ: ٥)

"آج کے دن تمہارے لیے تمام پاکیزہ چیزیں حلال کر دی گئی ہیں اور اہل کتاب کا کھانا بھی تمارے لیے حلال ہے اور تمہارا کھانا ان کے لیے حلال ہے اور مومن پاکدامن عورتیں تمہارے لیے حلال ہیں اور اہل کتاب کی پاکدامن عورتیں بھی تمہارے لیے حلال ہیں جبکہ تم انہیں ان کا حق مہر دے دو۔ "

جب اہل کتاب کی عورت کو بیوی بنانے کی قرآن نے اجازت دی ہے تو بیوی کے بارے میں تو یہ ممکن نہیں ہے کہ اس سے تعلق ولایت قائم نہ ہو۔ پس اس سے معلوم ہوا کہ تعلق ولایت قائم نہ کرنے کا حکم ہر کافر کے بارے میں نہیں ہے بلکہ اس کافر اور مشرک کے بارے ہے جو تصور توحید کا منکر ہو یا دشمن اسلام یعنی حربی کافر ہو۔

مذکورہ بالا آیات کی روشنی میں ہر اس شخص سے تعلق ولایت رکھنا حرام ہے جو دین اسلام کا مذاق اڑاتا ہو جیسا کہ بعض کفار نے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا مذاق اڑانے کی کوشش کی یا وہ مسلمانوں پر ظلم کرنے والا ہو یا وہ مسلمانوں سے جنگ کرنے والا ہو یا اللہ اور اس کے رسول کا دشمن ہو یا دین اسلام کے خلاف اپنے بغض کا اظہار کرنے والا ہے جیسا کہ اکثر یہود و ہنود کا معاملہ ہے یا مسلمانوں کے خلاف لڑنے والے کفار کا معاون ہو یا وہ شرک اکبر اور شرک صریح میں مبتلا ہو اور تصور توحید یعنی اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی وحدانیت کا سرے سے ہی انکاری ہو جیسا کہ ہنود کا معاملہ ہے۔ان تمام افراد سے تعلق ولایت (دلی محبت رکھنا)کسی طور بھی جائز نہیں ہے۔واللہ اعلم بالصواب

φ

عقیدہ الولاء والبراء

مسلمان حکمرانوں کی تکفیر کی تیسری بڑی بنیاد عقیدہ 'الولاء والبراء' ہے۔اللہ سبحانہ و تعالٰی نے قرآن مجید میں صریح الفاظ میں اللہ اور اس کے رسول اور اہل ایمان کے دشمنوں سے قلبی محبت رکھنے 'ان کو رازدان بنانے اور ان کو اپنا قریبی دوست بنانے وغیرہ سے منع فرمایا ہے۔پس

(1) ﴿يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لاَ تَتَّخِذُوْا بِطَانَةً مِّنْ دُوْنِكُمْ لَا يَاْلُوْنَكُمْ خَبَالًا وَّدُّوْا مَا عَنِتُّمْ قَدْ بَدَتِ الْبَغْضَاءُ مِنْ اَفْوَاهِهِمْ وَمَا تُخْفِيْ صُدُوْرُهُمْ اَكْبَرُ﴾

(آل عمران : ۱۱۸)

''اے لوگو جو ایمان لائے ہو! اپنے سوا کسی کو دلی دوست نہ بناؤ، وہ تمہیں کسی طرح بھی نقصان پہنچانے میں کمی نہیں کرتے، وہ ہر ایسی چیز کو پسند کرتے ہیں جس سے تم مصیبت میں پڑ جاؤ، ان کی شدید دشمنی تو ان کے مونہوں سے ظاہر ہو چکی اور جو کچھ ان کے سینے چھپا رہے ہیں وہ زیادہ بڑا ہے۔''

اس آیت کے تحت کسی مسلمان کے لیے یہ حرام ہے کہ وہ کسی حربی کافر کو اپنا رازدان بنائے۔

(2) اسی طرح اللہ نے فرمایا :

﴿يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لاَ تَتَّخِذُوْا الْكٰفِرِيْنَ اَوْلِيَآءَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِيْنَ اَتُرِيْدُوْنَ اَنْ تَجْعَلُوْا لِلّٰهِ عَلَيْكُمْ سُلْطَانًا مُّبِيْنًا﴾ (النساء : ۱۴۴)

''اے لوگوں جو ایمان لائے ہو! ایمان والوں کو چھوڑ کر کافروں کو دوست مت بناؤ، کیا تم چاہتے ہو کہ اللہ کے لئے اپنے خلاف ایک واضح

حجت بنالو۔''

اس آیت کریمہ کے تحت ایک مسلمان کے لیے کسی حربی کافر کو اپنا قلبی دوست بنانا حرام ہے۔

(3) اسی طرح اللہ نے فرمایا:

﴿یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لاَ تَتَّخِذُوْا الَّذِیْنَ اتَّخَذُوْا دِیْنَکُمْ ھُزُوًا وَّلَعِبًا مِّنَ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْکِتٰبَ مِنْ قَبْلِکُمْ وَالْکُفَّارَ اَوْلِیَآءَ﴾ (المائدۃ : ۵۷)

''اے لوگو جو ایمان لائے ہو! ان لوگوں کو جنہوں نے تمہارے دین کو مذاق اور کھیل بنالیا، ان لوگوں میں سے جنہیں تم سے پہلے کتاب دی گئی ہے اور کفار کو دوست نہ بناؤ۔''

اس کے تحت مذہب اسلام کا مذاق اڑانے والے یہود و نصاری اور کفار سے تعلق ولایت رکھنا یعنی ان کے ساتھ ایسے گھل مل کر رہنا جیسے مسلمانوں کے ساتھ رہا جاتا ہے 'ایک مسلمان کے لیے حرام ہے۔

(4) اسی طرح فرمایا:

﴿یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لاَ تَتَّخِذُوْا عَدُوِّیْ وَعَدُوَّکُمْ اَوْلِیَآءَ تُلْقُوْنَ اِلَیْھِمْ بِالْمَوَدَّۃِ وَقَدْ کَفَرُوْا بِمَا جَآءَ کُمْ مِّنَ الْحَقِّ یُخْرِجُوْنَ الرَّسُوْلَ وَاِیَّاکُمْ اَنْ تُؤْمِنُوْا بِاللّٰہِ رَبِّکُمْ﴾ (الممتحنۃ : ۱)

''اے لوگو جو ایمان لائے ہو! میرے دشمنوں اور اپنے دشمنوں کو دوست مت بناؤ، تم ان کی طرف دوستی کے پیغام بھیجتے ہو، حالانکہ یقیناً انہوں نے اس حق سے انکار کیا جو تمہارے پاس آیا ہے، وہ رسول کو اور خود تمہیں اس لئے نکالتے ہیں کہ تم اللہ پر ایمان لاتے ہو، جو تمہارا رب ہے۔''

اس کے تحت حربی کفار سے تعلق ولایت یا ان کی مسلمانوں کے خلاف مدد یا جاسوسی کرنا

کسی بھی مسلمان کے لیے حرام ہے۔

(5) اسی طرح مسلمانوں کے لیے اپنے ان باپ' دادا سے بھی تعلق ولایت یعنی اہل ایمان جیسا تعلق رکھنا حرام ہے جو اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے دشمن ہوں جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿لاَ تَجِدُ قَوْمًا يُّؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ يُوَآدُّوْنَ مَنْ حَآدَّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَه وَلَوْ كَانُوْا آبَائَهُمْ اَوْ اَبْنَائَهُمْ اَوْ اِخْوَانَهُمْ اَوْ عَشِيْرَتَهُمْ﴾ (المجادلة : ٢٢)

''تم ان لوگوں کو جو اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتے ہیں، نہیں پائے گا کہ وہ ان لوگوں سے دوستی رکھتے ہوں جنہوں نے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی مخالفت کی، خواہ وہ ان کے باپ ہوں، یا ان کے بیٹے ہوں، یا ان کے بھائی، یا ان کا خاندان۔''

ایک اور جگہ ارشاد ہے:

﴿يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لاَ تَتَّخِذُوْا آبَآئَ كُمْ وَاِخْوَانَكُمْ اَوْلِيَآئَ اِنِ اسْتَحَبُّوا الْكُفْرَ عَلَى الْاِيْمَانِ وَمَنْ يَّتَوَلَّهُمْ مِنْكُمْ فَاُولٰئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ﴾

(التوبة : ٢٣)

''اے لوگو جو ایمان لائے ہو! اپنے باپوں اور اپنے بھائیوں کو دوست نہ بناؤ، اگر وہ ایمان کے مقابلے میں کفر سے محبت رکھیں اور تم میں سے جو ان سے دوستی رکھے گا سو وہی لوگ ظالم ہیں۔''

ہاں ایسے کافر والدین سے ''حسن سلوک'' جائز ہے جیسا کہ بعض روایات میں اشارہ ہے۔ حضرت اُم المؤمنین سیدہ امّ حبیبہ رضی اللہ عنہا نے اپنے والد ابو سفیان کے بارے میں (جبکہ انہوں نے اسلام قبول نہیں کیا تھا) آپ ﷺ سے سوال کیا تھا تو آپ ﷺ

نے ان سے حسن سلوک کی اجازت دی تھی۔

(6) اسی طرح مسلمانوں کے لیے حربی کفار سے کسی قسم کا بھی قلبی تعلق' محبت یا مودت رکھنا حرام ہے۔ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿لَا تَجِدُ قَوْمًا يُّؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ يُوَادُّوْنَ مَنْ حَآدَّ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَه وَلَوْ كَانُوْا آبَآئَ هُمْ اَوْ اَبْنَائَهُمْ اَوْ اِخْوَانَهُمْ اَوْ عَشِيْرَتَهُمْ﴾ (المجادلة : ٢٢)

''تم ان لوگوں کو جو اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتے ہیں، نہیں پائے گا کہ وہ ان لوگوں سے دوستی رکھتے ہوں جنھوں نے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی مخالفت کی، خواہ وہ ان کے باپ ہوں، یا ان کے بیٹے ہوں ، یا ان کے بھائی، یا ان کا خاندان۔''

(7) مسلمانوں کے لیے حربی کفار سے کسی قسم کا حسن سلوک کرنا بھی حرام ہے سوائے اس کے وہ مسلمانوں کے خلاف جنگ ترک کر دیں یا اسلام قبول کر لیں۔ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿لاَ يَنْهٰكُمُ اللّٰهُ عَنِ الَّذِيْنَ لَمْ يُقَاتِلُوْكُمْ فِى الدِّيْنِ وَلَمْ يُخْرِجُوْكُمْ مِّنْ دِيَارِكُمْ اَنْ تَبَرُّوْهُمْ وَتُقْسِطُوْا اِلَيْهِمْ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِيْنَ﴾۔﴿اِنَّمَا يَنْهٰكُمُ اللّٰهُ عَنِ الَّذِيْنَ قَاتَلُوْكُمْ فِى الدِّيْنِ وَاَخْرَجُوْكُمْ مِّنْ دِيَارِكُمْ وَظَاهَرُوْا عَلٰى اِخْرَاجِكُمْ اَنْ تُوَلُّوْهُمْ وَمَنْ يَّتَوَلَّهُمْ فَاُولٰئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ﴾ (الممتحنة : ٨۔٩)

''اللہ تمہیں ان لوگوں سے منع نہیں کرتا جنہوں نے نہ تم سے دین کے بارے جنگ کی اور نہ تمہیں تمہارے گھروں سے نکالا کہ تم ان سے نیک سلوک کرو اور ان کے حق میں انصاف کرو، یقیناً اللہ انصاف کرنے والوں سے محبت کرتا ہے۔اللہ تو تمہیں انہی لوگوں سے منع کرتا ہے جنہوں نے

تم سے دین کے بارے جنگ کی اور تمہیں تمہارے گھروں سے نکالا اور تمہارے نکالنے میں ایک دوسرے کی مدد کی کہ تم ان سے دوستی کرو ۔اور جوان سے دوستی کرے گا تو وہی لوگ ظالم ہیں۔''

(8) اگر کوئی مسلمان کسی کافر سے اس بناپر تعلق ولایت رکھتا ہے کہ وہ اس کافر کے باطل دین پر دل سے راضی ہے یا دین اسلام کو حق دین نہیں سمجھتا تو اس عقیدے کے ساتھ یہود و نصاری سے تعلق ولایت رکھنا موجب کفر ہے۔ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لاَ تَتَوَلَّوْا قَوْمًا غَضِبَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ﴾ (الممتحنة: ١٣)

''اے لوگو جو ایمان لائے ہو ان لوگوں کو دوست مت بناؤ جن پر اللہ غصے ہو گیا۔''

اسی طرح ارشاد فرمایا:

﴿يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوا الْيَهُوْدَ وَالنَّصَارٰى اَوْلِيَاءَ بَعْضُهُمْ اَوْلِيَاءُ بَعْضٍ وَمَنْ يَتَوَلَّهُمْ مِنْكُمْ فَاِنَّه مِنْهُمْ﴾ (المائدة : ٥١)

''اے لوگو جو ایمان لائے ہو! یہود و نصاریٰ کو دوست مت بناؤ، ان کے بعض بعض کے دوست ہیں اور تم میں جو انہیں دوست بنائے گا وہ ان میں ہے۔''

(9) مسلمانوں پر یہ واجب ہے کہ ایسے مشرکین اور کفار سے اعلان برات کریں جو تصور توحید کے قائل نہیں ہیں اور ان مشرکین و کفار کے ساتھ اپنے دل میں بغض' نفرت اور عداوت رکھیں یہاں تک کہ وہ اپنے اس کفر اور شرک سے باز آجائیں۔ارشاد باری تعالیٰ ہے

﴿قَدْ كَانَتْ لَكُمْ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ فِيْ اِبْرَاهِيْمَ وَالَّذِيْنَ مَعَه اِذَا قَالُوْا لِقَوْمِهِمْ

اِنَّا بُرَآءُ مِنْكُمْ وَمِمَّا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ كَفَرْنَا بِكُمْ وَبَدَا بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمُ الْعَدَاوَةُ وَالْبَغْضَاءُ اَبَدًا حَتّٰى تُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ وَحْدَهٗ﴾ (الممتحنة : ٤)

''یقیناً تمہارے لئے ابراہیمؑ اور ان لوگوں میں جو اس کے ساتھ تھے ایک اچھا نمونہ ہے، جب انہوں نے اپنی قوم سے کہا کہ بے شک ہم تم سے اور ان تمام چیزوں سے بری ہیں جنہیں تم اللہ کے سوا پوجتے ہو، ہم تمہیں نہیں مانتے اور ہمارے درمیان اور تمہارے درمیان ہمیشہ کے لئے دشمنی اور بغض ظاہر ہو گیا، یہاں تک کہ تم اس اکیلے اللہ پر ایمان لاؤ۔''

(10) اگر کوئی مسلمان مذکورہ بالا احکامات پر عمل نہیں کرتا اور حربی کفار کے دین کو غلط اور اپنے دین کو حق سمجھتے ہوئے ان کے ساتھ تعلق ولایت قائم کرتا ہے تو ایسا شخص گمراہ، فاسق و فاجر اور ضال تو ہے لیکن دائرہ اسلام سے خارج نہیں ہے اور اس پر تقریباً تمام علمائے اہل سنت کا اتفاق ہے۔ علامہ ابن عاشور مالکی فرماتے ہیں:

"وقد اتفق علماء السنة على أن ما دون الرضا بالكفر وممالاتهم عليه من الولاية لا يوجب الخروج من الربقة الاسلامية ولكنه ضلال عظيم وهو مراتب فى القوة بحسب قوة الموالاة وباختلاف أحوال المسلمين."

(التحرير والتنوير : المائدة : ٥١)

''علمائے اہل سنت کا اس بات پر اتفاق ہے کہ جب تک کفر پر رضامندی کے بغیر اور کفار سے کسی معاہدے کی بنا پر اس سے تعلق ولایت ہو تو ایسا تعلق اسلام کے دائرے سے اخراج کا باعث نہیں ہے لیکن ایک بڑی گمراہی ضرور ہے اور اس گمراہی کے مراتب بھی کفار سے تعلق ولایت کی شدت اور مسلمانوں کے اُحوال و ظروف کے اعتبار سے مختلف ہوں گے۔''

ان آیات میں سے کوئی ایک آیت بھی ایسی نہیں ہے جو حربی کفار کے ساتھ دوستی

رکھنے والے مسلمانوں کو کافر قرار دیتی ہے بلکہ ان آیات سے یہی واضح ہوتا ہے کہ ایسے فعل کے مرتکب مسلمان گمراہ، ایک حرام فعل کے مرتکب، فاسق اور ظالم ہیں۔

φ